ضمیمہ

رحلتِ مجذوب

تحریر: حضرت مولانا عبد الماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ

رحلتِ مجذوب

مولانا عبد الماجد دریا آبادی صاحب

(صدق ۸ رمضان ۱۳۶۳ھ ۲۸ اگست ۱۹۴۴ء)

تازہ اطلاع ہے کہ نامور شاعر حضرت مجذوب صاحب نے اپنے وطن "اورئی" میں نمونیہ کے مرض میں ۲۶ شعبان ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۴۴ بروز جمعرات کو وفات پائی۔ خواجہ عزیز الحسن غوری نے ایک زمانہ میں علیگڑھ سے نمایاکامیابی کے ساتھ بی اے کیا تھا۔ اور فوراًہی ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ جلیہ پر مقرر کیے گئے تھے۔ کچھ روز بعد اتفاق سے مرشد تھانویؒ کے ایک وعظ میں شریک ہوئے اور پہلی ہی مرتبہ تیر نظر کے گھائل ہوگئے۔ اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ گھر بار لُٹاکر "فقیری" کے لینے پر آمادہ ہوگئے۔ متبع شریعت اور فقیہ مرشد نے سمجھایا کہ ان نوبتوں کی حاجت نہیں، صرف اتنا کافی ہے کہ غیر اسلامی حکومت کے عدالتی انتظامی اُمور کو چھوڑ کر محکمۂ تعلیمات کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ مرشد کا یہ ایماء پاتے ہی بجائے "ترقی" کے "تنزل" کی درخواست دے دی۔ اور بڑی کوشش کے بعد اپنے کو ڈپٹی کلکٹری سے گراکر ڈپٹی انسپکٹری کی سطح پر لے آئے۔ اللہ نے ایسا کیا کہ اس محکمہ میں بھی ترقی کرکے اسسٹنٹ انسپکٹر ہوگئے۔ اور پھر آخر میں انسپکٹر آف سکولز کے عہدہ جلیل پر فائز ہوگئے۔ عابد ،زاہد، ذاکر، شاغل، لباس میں عموماً ایک لمبا کُرتا رکھتے تھے۔ دفتری اُوقات میں صافہ اور اچکن اور چہرہ پر بڑی نورانی داڑھی! انسپکٹر آف سکول کے عہدہ کے ساتھ لمبی سفید داڑھی اور

اچکن میں اور کسی نے کیوں رکھی ہو گی؟ دیکھنے میں دیوانے اور دین کے معاملات میں بڑے پکے، تقوے کی بعض جزئیات تک پر نگاہ۔ شعر کہتے اور خوب کہتے، بے پناہ اور بے انتہا، شیخ کے عاشق زار تھے۔ باضابطہ خلیفہ بھی تھے۔

مدتوں خانقاہ تھانہ بھون میں رہ کر چلہ کشی کی تھی، متعدد مجاہدے کیے تھے۔ تخلص مجذوب، مرشد ہی کا عطاء کیا ہوا تھا، اور بلکل حسبِ حال تھا۔ کلام بظاہر رندانہ عاشقانہ، دوسرے صوفی شاعروں کی طرح، واردات دل کا ترجمان ہوتا تھا۔ سلوک و تصوف کے خدا معلوم کتنے مسائل، احول، مقامات نظم کر ڈالے۔ لکھنوی شاعروں سے داد حاصل کرنا ایک غیر لکھنوی کے لئے عجائب، نوادر میں سے ہے، اس کو بھی سر کر ڈالا۔ مرشد کی مفصل و مستند سوانح عمری "اشرف السوانح" کے مصنف تھے۔ چوتھے حصہ "خاتمۃ السوانح" کا مسودہ تیار کر چکے تھے کہ اپنی ہی زندگی اور اُس کے سوانح ختم کر گئے! کاش کوئی صاحب اُس کی اشاعت کے ساتھ ایک ضمیمہ سوانح نویس کی سوانح کا بھی لگا دیں! ۔۔۔۔ ایسا نورانی چہرہ اب کیوں نہ دیکھنے میں آئیگا۔ **اللھم اغفرلہ ورحمہ۔**

تعزیت مجذوب

(چھ شوال ۱۳۶۳ھ بمطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۴۴ء بروز پیر)

پنجاب یونیورسٹی کے ایک بی ایس سی اور ایک انجینئرنگ کالج کے سینئر طالب علم "صدق" میں رحلت مجذوب پڑھ کر لکھتے ہیں:

خسرو اشرف بھی آخر چل بسے۔ اللہ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اپنے مرشد سے ایک سال ہی بعد۔ اب پاکیزہ اشعار کون لکھا کرے گا۔ آہ مجذوب! تم ہم انگریزی خوانوں ہی میں سے تو تھے۔

اسلام کا ایک مستقل فیض بلکہ معجزہ ہے، کہ اس کی نصرت و خدمت کا کام عجب عجب لوگوں سے لے لیا جاتا ہے۔ صرف مولویوں، ملانوں، دینی درسگاہوں کے تربیت یافتوں ہی سے نہیں، خاص الخاص علی گڑھ، آکسفورڈ، کیمبرج کے پڑھے ہوؤں سے بھی۔ اور کوئی نہیں کہ سکتا کہ کل کس کی خدمت زیادہ وزن دار ٹھریں۔ ناز کسی کو بھی نہیں۔ اور خواجہ مرحوم دربار اشرفی میں درجہ وہی رکھتے تھے جو محبوب الٰہی نظام الدین دہلویؒ کی مجلس میں امیر خسرو کا تھا۔